مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

اگست ۱۹۷۴ء

ظہور ۱۳۵۳ ہش

شرح چندہ:

سالانہ : سات روپے

ماہوار : ستر پیسے

بیرون پاکستان ہوائی ڈاک: اڑھائی پونڈ

بیرون پاکستان بحری ڈاک: ڈیڑھ پونڈ

(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۰	ظہور ۱۳۵۳ ہش	شمارہ ۱۰

اگست ۱۹۷۴ء

ایڈیٹر
محمد شفیق قیصر

فہرست

خدام بھائیو اور دوستو!

اِن دنوں ہم ایک امتحانی دَور سے گزر رہے ہیں اس امتحان میں کامیابی کا یقینی اور قطعی ذریعہ دعا ہے جو ہماری سب تدبیروں کا شہتیر ہے۔ ہمارا پہلا اور آخری سہارا قادرِ مطلق کی ذات ہے ہمیں یقین کامل ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے کیونکہ ہم حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا اور مہدی معہود علیہ السلام کے ماننے والے ہیں جن کی آمد کی بشارت حضور پاکؐ نے دی تھی۔ پس اے خدامِ احمدیت! اِس یقین بھرے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر دن رات جھکے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت کے منتظر رہو کہ وہ ضرور آسمان سے نازل ہوگی مشکلات اور مصائب خواہ کتنے شدید ہوں بالآخر ختم ہو کر رہیں گے اور صبر اور دُعا کرنے والے مجاہد لازوال مسرتوں اور پائیدار خوشیوں کے وارث ہوں گے۔ ہماری کامیابی کے راستہ میں، جو آسمان پر مقدر ہو چکی ہے، دُنیا کی کوئی چیز روک نہیں بن سکتی!

سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ کی آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ احمدی نوجوانوں کو چاہیئے کہ ان ایام میں بار بار اسے پڑھیں اور اس میں جن باتوں کی طرف حضور رضی اللہ عنہ نے توجہ دلائی ہے انہیں اپنے اندر پیدا کریں ——— (ادارہ)

اس آیت میں یہ عظیم الشان مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان کے لئے کسی تکلیف پر رونا یا اس کے دل میں درد کا احساس پیدا ہونا منع نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور تم انکو محسوس بھی کروگے لیکن میں تمہیں اس درد کا علاج یہ بتاتا ہوں کہ صبر اور دعا کو کام میں لاؤ۔ یہ نہیں فرمایا کہ قطعی طور پر کسی تکلیف کو محسوس ہی نہ کرو۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نواسہ فوت ہونے لگا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرا دل سخت نہیں بنایا۔ غرض درد کا احساس منع نہیں۔ ہاں ہمت ہار کر کام چھوڑ دینا اور جزع فزع کرنا منع ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ تکالیف تو ہوں گی اور تلوار تو چلے گی اور تمہاری گردنیں بھی کٹیں گی لیکن ان پر صبر سے کام لینا اور استقلال سے اپنے کام میں لگے رہنا۔ ہم تمہیں یہ نہیں کہتے کہ تمہیں غم کا احساس نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ ایک طبعی جذبہ ہے جو روکا نہیں جا سکتا۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ان قربانیوں میں استقلال سے حصہ لو۔ اور اپنے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہ آنے دو۔ مگر پھر فرمایا کہ یہ تو دنیوی تدابیر ہیں تمہارا اصل کام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ اور دعاؤں سے اُس کی مدد چاہو۔ جب تک تم خدا تعالیٰ پر کامل توکل نہیں کروگے اور اس سے دعائیں کرنا اپنا معمول نہیں بناؤ گے اس وقت تک تمہیں فتح حاصل نہیں ہوگی۔ دیکھو ایک نادان اور کم عقل

بچہ بھی جب اُسے کوئی ڈراتا ہے تو فوراً اپنی ماں
کے پاس بھاگ جاتا ہے۔ اور ماں خواہ کتنی ہی کمزور
ہو وہ اُس کے پاس جاکر اپنے آپ کو محفوظ خیال
کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن پر بھی جب کوئی
دشمن حملہ کرتا ہے تو اس کی پناہ صرف خدا تعالیٰ
کا ہی وجود ہوتا ہے۔ اسی لئے صلوٰۃ کا تعلق
روحانی ہونے کے لحاظ سے خدا تعالیٰ سے ہے اور
صبر کا تعلق جسمانی ہونے کے لحاظ سے انسانی
تدابیر سے ہے۔ صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ
کی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور صلوٰۃ میں عشقیہ
طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔
مشکلات اور مصائب ہم خود پیدا نہیں کرتے
بلکہ دشمن مشکلات اور مصائب لاتا ہے۔ اور ہم
انہیں برداشت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو نہیں
چھوڑتے۔ لیکن نماز اور دعا طوعی عبادت ہے۔
نماز ہمیں کوئی جبری نہیں پڑھاتا بلکہ ہم خود پڑھتے
ہیں۔ پس صبر میں ہم جبری طور پر خدا تعالیٰ
کی محبت کا ثبوت دیتے ہیں اور صلوٰۃ میں طوعی
طور پر اس کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جب یہ دونوں
چیزیں مل جاتی ہیں تو محبت کامل ہو جاتی ہے اور
خدا تعالیٰ کا فیضان جاری ہو جاتا ہے۔

صبر کے جو معنے ... ہیں اُن کے لحاظ سے
اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ (۱) اے مومنو!
جب تم پر خدا تعالیٰ کی راہ میں مصائب اور مشکلات
آئیں تو تم گھبرایا نہ کرو اور نہ اُن پر شکوہ کا
اظہار کیا کرو۔ (۲) اے مومنو! جو باتیں خدا تعالیٰ
کے قرب میں روک ہیں تم اُن سے بچنے کی ہمیشہ
کوشش کرتے رہا کرو۔ (۳) اے مومنو! جب
تم کو وہ احکام دیئے جائیں جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ
کا قرب حاصل ہوتا ہے تو تم ان پر عمل کرنے میں
سستی نہ دکھایا کرو بلکہ استقلال سے اُن پر عمل کیا کرو۔

یہ تینوں باتیں روحانی مدارج کے حصول کے لئے
ممد ہیں تم ان باتوں کو مدنظر رکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے
تو جو کام تمہارے سامنے ہیں اُن کے پورا کرنے میں
تمہیں کامیابی ہوگی اور تمہارا مقصد تمہیں حاصل
ہو جائے گا۔ اسی طرح صلوٰۃ کے معنوں کو مدنظر
رکھتے ہوئے اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ (۱) اے
مومنو! تم نماز کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی مدد حاصل
کرو۔ (۲) اے مومنو! تم دعاؤں کے ذریعہ اس کی
مدد حاصل کرو۔ (۳) اے مومنو! دین پر استقلال
کے ساتھ قائم ہو جانے کے ذریعہ سے اس کی مدد
حاصل کرو۔ (۴) اے مومنو! تم خدا تعالیٰ کی مخلوق
پر رحم اور شفقت کر کے اس کی مدد حاصل کرو۔
(۵) اے مومنو! تم خدا تعالیٰ کے حضور استغفار اور
اپنے گناہوں کی معافی طلب کر کے اس کی مدد حاصل
کرو۔ (۶) اے مومنو! تم خدا تعالیٰ کے رسولؐ پر
درود بھیج کر اس کی مدد حاصل کرو۔ گویا یہ سب کے
سب اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کے حصول کے
ذرائع ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں یہ بتایا گیا تھا تم اِیَّاکَ
نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا کرو یعنی اے

خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ گُر بتایا ہے کہ مدد کس طریق سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ فرماتا ہے وہ ذرائع یہ ہیں کہ ایک تو دین کے راستہ میں جو مشکلات اور مصائب پیش آئیں اور جو قربانیاں تمہیں کرنی پڑیں اُن سے گھبرایا نہ کرو۔ دوسرے ان امور سے جن سے اللہ تعالیٰ تم کو روکتا ہے رُکے رہو۔ تیسرے وہ قربانیاں جو قربِ الٰہی کے حصول کے لئے ضروری ہیں ان کو ترک نہ کرو اور ان پر استقلال اور دوام اختیار کرو۔ چوتھے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کے بہترین نتائج پیدا کرے اور ان کو قبول فرماتے ہوئے تمہیں غلبہ بخشے۔ پانچویں غرباء سے ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرو تا مخلوقِ خدا کو آرام پہنچانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ بھی تم سے خوش ہو۔ چھٹے خدا تعالیٰ سے اپنے قصوروں کی معافی طلب کرتے رہو۔ ساتویں انبیاء پر درود بھیجا کرو کیونکہ اُن کے ذریعہ سے ہی تم کو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی توفیق ملی ہے۔ آٹھویں خدا تعالیٰ کے دین پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کیا کرو۔ نویں عبادت پر مضبوطی سے قائم رہو۔ یہ سب امور خدا تعالیٰ نے کامیابی کے حصول کے بیان فرمائے ہیں۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہو اس کے لئے ان نو باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بجائے اس کے کہ صرف اپنے مُنہ سے خدا تعالیٰ کو یہ کہتا کہ الٰہی میری مدد کر کوئی معنے نہیں رکھتا۔ مدد حاصل کرنے کیلئے پہلے ان ذرائع پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص گھبرا کر مایوس ہو جاتا ہے اور پھر یہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اُس کی مدد کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے وہ اس کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے احکام کو پس پُشت ڈال دیتا ہے اور ساتھ ہی یہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اسکے لئے نازل ہوں گے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص قربانیوں سے ہچکچاتا اور خدا تعالیٰ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص دعا نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طور پر گڑگڑاتا نہیں اور اس کے باوجود اس کی معجزانہ تائید کا اُمیدوار رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص دین کے معاملہ میں غیرت سے کام نہیں لیتا اور اس کی ترقی میں ممد نہیں ہوتا وہ دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص غرباء اور مساکین پر شفقت نہیں کرتا اور ان کی مشکلات کو دُور کرنے میں ہاتھ نہیں بٹاتا وہ اپنی مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر درود نہیں بھیجتا، اُن کیلئے دعائیں نہیں کرتا اور ان کے احسانات کے شکریہ کا احساس اپنے دل میں نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کبھی

کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص عبادت اور خدمتِ دین کے لئے اپنی ساری عمر وقف نہیں کرتا وہ قربِ الٰہی کے اعلیٰ مدارج پانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ پھر باوجود ان سب باتوں پر عمل کرنے کے جو شخص یہ محسوس نہیں کرتا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا اور اپنے عمل پر اتراتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ لوگ منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ لیکن یہ نہیں جانتے کہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہنے کے ساتھ کن کن باتوں کی ضرورت ہے۔ وہ ڈاکخانہ میں روپے منی آرڈر کرانے کیلئے جاتے ہیں تو منی آرڈر فارم ساتھ لیکر جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب تک منی آرڈر فارم پُر نہیں کیا جائیگا روپیہ پوسٹ نہیں ہو سکتا۔ یا وہ ڈاکخانہ میں خط ڈالنے جاتے ہیں تو اس پر ٹکٹ لگاتے ہیں ورنہ وہ بیرنگ کر دیا جاتا ہے۔ مدرسہ میں داخل ہونے کے وقت وہ فارم پُر کرتے ہیں جو داخلہ کیلئے محکمہ تعلیم کی طرف سے مقرر ہوتا ہے۔ امتحان کے لئے یونیورسٹی کا فارم پُر کرتے ہیں اور اسمیں ذرا سی غلطی ہونے سے بھی ان کا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں کام خراب نہ ہو جائے مگر خدا تعالیٰ سے بغیر کوئی فارم پُر کرنے کے اور بغیر کسی شرط پر عمل کرنے کے یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ حضور اپنے ملائکہ کی فوج بھیجکر ہماری مدد کیجئے حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہاں بھی ایک فارم کی ضرورت ہے۔ جبتک وہ فارم پُر کرکے اُس پر دستخط نہ کئے جائیں اُس وقت تک خدا تعالیٰ کی نصرت شاملِ حال نہیں ہو سکتی اور وہ صبر اور صلوٰۃ کا فارم ہے۔ جب تک صبر اور صلوٰۃ کے فارم پر دستخط نہ کرو گے تب تک خدا تعالیٰ کی مدد تمہیں حاصل نہیں ہو سکے گی۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ اسجگہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کے لفظ کو اُڑا دیا ہے اور صرف مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کے الفاظ رکھے ہیں۔ مَعَ الْمُصَلِّیْنَ نہیں فرمایا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں صابر کا لفظ اپنے اندر استقلال کے معنے رکھتا ہے اور صابر کا لفظ صرف صبر کا قائم مقام نہیں بلکہ صبر اور صلوٰۃ دونوں کا قائم مقام ہے۔ پس اس کے صرف یہ معنے نہیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے بلکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ اللہ صبر و صلوٰۃ دونوں پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے والوں کے ساتھ ہے کیونکہ دعا بھی وہی قبول ہوتی ہے جو استقلال سے کی جائے۔ پس اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے کے یہ معنے ہیں کہ اگر صبر اور صلوٰۃ کے ذرائع کو استقلال سے استعمال کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اس آیت میں ان لوگوں کو نصیحت کی گئی ہے جو کچھ عرصہ تکلیف برداشت کرتے اور یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تو ہماری سنتا ہی نہیں۔ ہم تو اُسے پکار پکار کر تھک گئے اب دُعا کرنے کا کیا فائدہ۔ اور بعض لوگوں کو تو اسقدر ٹھوکر لگتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے ہی منکر ہو جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کہہ کر بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اسی کو حاصل ہو گی جو مشکلات کے وقت استقامت دکھائے گا اور صبر اور صلوٰۃ کے ذرائع کو استقلال سے استعمال کرتا چلا جائے گا۔"

(تفسیر سورۃ بقرہ)

مُسلم نوجوانوں کے کارہائے نمایاں

یہ مضمون ستمبر ۱۹۷۳ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی کے سالانہ اجتماع میں پڑھا گیا ——————— (ادارہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اصحاب میں بچے بھی تھے، نوجوان بھی تھے، بوڑھے بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں۔ ان سب مقدس وجودوں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے مگر ان سب میں کلمہ توحید کو راس الاعمال سمجھتے تھے اور توحید کے اقرار کے لئے بڑی تکالیف برداشت کرتے رہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص جن کی تمام عمر خدمت اسلام میں گزری عالم شباب میں بڑی بڑی جنگوں میں نمایاں خدمات کی توفیق ملی لیکن جب وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے۔ حضرت عبداللہؓ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا مجھے موت کا خوف نہیں، خدا کی قسم مَیں صرف موت کے بعد جو واقعات پیش آنے والے ہیں اُن سے ڈرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آپ کو اس کا کیا غم۔ آپ نے تمام عمر نیک کام کئے، حضورؐ کا فیضِ صحبت پایا، مصر و شام میں فتوحات کیں۔ فرمایا یہ سب ثانوی امور ہیں سب سے اصل بات جو آپ نے بیان نہیں فرمائی وہ ہے شہادت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ——— اور مجھے اپنے خدا سے امید ہے کہ اس کی بدولت وہ مجھے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت بلالؓ کی تکالیف سے کون واقف نہیں۔ قریش مکہ آپ کو سزائیں دیتے دیتے تھک جاتے تھے۔ انہیں گرم گرم ریت پر لٹا کر اُوپر سے بھاری پتھر رکھ دیا جاتا، تاکہ وہ قریش کے خداؤں کو اچھے الفاظ سے یاد کریں مگر ان کی زبان سے احد، احد کے سوا اور کوئی لفظ نہ نکلتا۔

امیہ بن خلف اس نوجوان سے کہتا:۔

"ہمارے خداؤں کو اچھے الفاظ سے یاد کرلو تو یہ سزائیں رُک جائیں گی۔"

بلالؓ فرماتے:۔

"میری زبان گوارا نہیں کرتی۔"

اسکے بعد وہ پھر "احد، احد" کہتے چلے جاتے۔

اس کے بعد امیہ بن خلف اور اس کے ساتھیوں نے عاجز آکر اُن کے سینے سے پتھر ہٹا دیا اور انہیں کھڑا کر کے اس طرح باندھا کہ ایک بازو میں ایک رسی اور دوسرے میں دوسری۔ اس کے بعد آوارہ لڑکوں کو بلا کر ان کے ہاتھوں میں یہ رسیاں دے دیں اور کہا ان کو جس قدر ممکن ہو دوڑاؤ اور تھکاؤ۔ لڑکوں نے حکم کے مطابق عمل کیا۔ کبھی بلال رضی اللہ عنہ کو دائیں کھینچتے کبھی بائیں، کبھی آگے اور کبھی پیچھے۔ پھر شور مچاتے ہنستے۔ امیہ بن خلف اور اس کے ساتھی دیکھ دیکھ کر مذاق اُڑاتے مگر بلال رضی اللہ عنہ کو کسی بات کی پرواہ نہ تھی۔ یہ ظالم انہیں جدھر چاہتے لیجاتے بلال اُدھر چلے جاتے نہ خلاف جاتے نہ مزاحمت کرتے ـــ مگر ان کی زبان "احد احد" کہنے سے نہ رکتی۔ آخر لڑکے بھی تھک ہار کر ہانپنے لگے۔ رسی کو ڈھیلا کر کے زمین پہ چھوڑ دیا اور بلال اسی طرح کھڑے "احد احد" کہتے رہے ـــ

مکہ کے ایک محلہ میں یہ ہو رہا تھا تو کچھ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے دوسرے محلہ میں جو منظر دیکھا اس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ـــ وہاں ایک زبردست آگ سلگائی جا چکی تھی اور ایک نوجوان رسیوں سے جکڑا پڑا تھا۔ لوگ اُسے اُٹھا کر آگ سے اتنا قریب لے جاتے کہ اب جلا تب جلا۔ اس کے بعد دفعۃً وہاں سے ہٹا کر الگ کر لیتے پھر اُسے اسی طرح باندھ کر کھڑا کرتے اور ہجوم میں سے کوئی آگے بڑھ کر اُس کے سینے پر اس زور سے لات رسید کرتا کہ وہ اپنی پیٹھ کے بل گر پڑتا اور سب لوگ ہنسنے لگتے اور پھر از سرِ نو اپنا یہی طریقہ دُہراتے۔ بعض لوگ اسے کہتے کہ اے نوجوان! ہمارے خداؤں کو اچھے الفاظ سے یاد کر اور محمدؐ اور اُن کے دین کو بُرا بھلا کہو ورنہ یہ آگ اور زمین تمہاری جان لے کر رہے گی مگر اس کی زبان سے صرف ایک ہی آواز سنائی دیتی اشھد ان محمدًا رسول اللہ اَرْسَلَہٗ بالھدیٰ و دین الحق۔ وہ ظالم مسلسل اُسے آگ کے قریب لے جاتے اور پھر الگ کر لیتے۔ پھر زمین پر دے مارتے، پھر اُٹھا کر کھڑا کرتے۔ یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہو جاتی۔ اس وقت بعض لوگ کہتے کہ:۔

"اے قریشیو! اسے زندہ رہنے
دو اور اس کی جان نہ لو ورنہ اس
کے حلیف بنی زہرہ باز پرس کریں گے"!

اصحاب نبی وہاں سے واپس آئے اور اپنے بھائیوں کو حضرت خباب بن ارت کے ان تمام آنکھوں دیکھے حالات سے آگاہ کیا ـــ قریش مکہ اور کمزور مسلمانوں کا یہ معاملہ اسی طرح دنوں، مہینوں اور برسوں چلتا رہا مگر قریش مکہ ان کمزوروں اور زیر دستوں کے دین میں کوئی فرق نہ ڈال سکے بس زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ بعض کے دل میں تو

کلمۂ توحید پوری طرح بسا رہا مگر آزمائش کی
شدت سے کلمۂ کفر نکل آیا اور بعض کو اللہ نے اپنے
جوارِ رحمت میں جگہ دینا پسند فرمایا اور انہیں مقامِ
محمود کی نیک جزا دی۔

عبداللہ بن مسعودؓ لاغر و منحنی نوجوان تھا،
بلا کا پھرتیلا اور خوش باش تھا۔ بچپن میں عقبہ بن
ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ قبولِ اسلام کے
بعد یہ کام چھوڑ کر حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہو گیا۔
چند دن حضورؐ کی صحبت میں رہا۔ باتیں سنتا اور یاد
کر لیتا۔ آخر ایک دن قریش نے دیکھا کہ وہ مکہ کے
مختلف گوشوں میں جا بجا محمدؐ اور ان کے کلام کا
ذکر کرتا پھرتا ہے اور ہر طرف اس کی اشاعت
کرتا پھرتا ہے۔ ہر مجمع میں اور ہر جگہ اس کا ذکر
اور اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

چونکہ یہ نوجوان ہلکے پھلکے بدن کا اور پھرتیلا
تھا اسلئے قریش کو اس پر قابو پانے میں بڑی دشواری
ہوتی تھی۔ وہ ابھی اسے یہاں دیکھتے اور اس
تک پہنچنے کا ارادہ ہی کرتے کہ وہ چپکے سے کہیں
اور نکل جاتا، کسی اور جگہ نظر آتا انہیں پتہ بھی
نہ چلتا کہ اتنی جلدی وہاں سے یہاں کیسے آ گیا۔
حضورؐ اور حضورؐ کے اصحاب کی ٹوہ میں رہنے
والے لوگ اس نوجوان کو ہر جگہ دیکھتے لیکن
کسی جگہ وہ اس پر قابو نہ پا سکتے۔ آخر ایک دن
ابوجہل نے کہا:۔

"میں محمدؐ کے کسی ساتھی سے اتنا
تنگ نہیں آیا جتنا اس نوجوان سے
تنگ آ چکا ہوں۔ میں ہر جگہ اسے
محمدؐ کا پیغام پھیلا پھیلا کر لوگوں
کے خیالات خراب کرتے ہوئے
دیکھ رہا ہوں لیکن اس پر قابو نہیں
چلتا۔ اگر وہ مجھے مل جائے تو
میں اسے کبھی زندہ نہ چھوڑوں"۔

ابوجہل کو اس نوجوان پر قابو پانے کا موقعہ میسر
نہ آیا۔ البتہ بالکل آخری وقت میں جب حضورؐ نے
اپنے اصحاب کو ہجرتِ حبشہ کی اجازت دی تو
ابوجہل کو ایک موقعہ مل گیا ـــــ ابوجہل ایک
دن خانہ کعبہ کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے
دیکھا کچھ لوگ ایک لاغر و کمزور شخص کے گرد حلقہ
باندھے جمع ہیں۔ اسے خیال ہوا کہ وہ شخص ان
لوگوں سے کچھ کہہ رہا ہے اور وہ لوگ سن رہے
ہیں۔ ابوجہل وہیں سے پلٹا اور جھک کر دیواروں
کے سہارے چپکے چپکے چلا اور مجمع کے قریب چھپ کر
اس طرح بیٹھ گیا کہ وہ سب کو دیکھتا رہے مگر لوگ
اسے نہ دیکھ سکیں، وہاں اس کمزور و لاغر انسان
کی آواز سننے لگا۔ اس کی آواز میں مٹھاس تھی اور
وہ انتہائی شیریں کلام پڑھ رہا تھا۔ ابوجہل
ہمہ تن گوش ہو کر اس شیریں آواز اور شیریں
کلام کو سننے لگا۔ یہ وہی نوجوان عبداللہ بن مسعودؓ
تھا جو اپنے گرد جمع ہونے والوں کو سورہ فرقان
کی یہ اہم آیات سنا رہا تھا:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○

اور رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○

اور وہ لوگ بھی جو اپنے رب کے لئے راتیں سجدوں میں اور کھڑے ہو کر گزار دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○

اور وہ (رحمٰن کے بندے) کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹلا دے۔ اس کا عذاب ایک بہت بڑی تباہی ہے۔

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○

وہ (دوزخ) عارضی ٹھکانہ کے طور پر بھی بُری ہے اور مستقل ٹھکانہ کے طور پر بھی (بُری ہے)

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○

اور وہ (اللہ کے بندے) ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ بخل کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○

اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی جان کو جسے اللہ نے حفاظت بخشی ہو قتل کرتے ہیں سوائے (شرعی) حق کے، اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے گناہ کی جزا کو دیکھ لے گا

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○

قیامت کے دن اس کے لئے عذاب زیادہ کیا جائیگا اور اس میں ذلت کے ساتھ رہتا چلا جائیگا۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

سوائے اس کے جس نے توبہ کرلی اور ایمان لایا اور ایمان کے مطابق عمل کئے پس یہ لوگ ایسے ہوں گے کہ اللہ ان کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝

اور جو توبہ کرے اور اس کے مطابق عمل کرے تو وہ شخص حقیقی طور پر اللہ کی طرف جھکتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝

اور وہ لوگ بھی (اللہ کے بندے ہیں) جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر (بغیر ان میں شامل ہونے کے) گزر جاتے ہیں۔

ابوجہل یہ آیات سُن رہا تھا اور اس کا دل و دماغ متاثر ہو کر جھکا جا رہا تھا۔ اگر وہ اپنے آپکو فطرتِ سلیمہ پر چھوڑ دیتا تو وہی بات کہہ اُٹھتا جو اس مجمع کے بعض لوگوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنی تھی:۔

"خدا کی قسم مَیں یہی پسند کرتا ہوں کہ انہی عباد الرحمٰن میں میرا بھی شمار ہو"

مگر ابوجہل نے اپنی طبیعت کو فطرتِ سلیمہ پر چھوڑا نہ۔ اپنے حسد، بڑائی، تکبر اور غرور میں ڈٹا رہا۔ چنانچہ وہ پورے مجمع سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:۔

"بدبختو! تمہارا ستیاناس ہو تم نے آج تک ایسی بیہودہ دلیری کا منظر نہیں دیکھا تھا۔ تم اس شخص کے گرد جمع ہو کر اس کی باتیں سُنتے ہو حالانکہ قریش کے مجمعے تم سے زیادہ دور نہیں۔ تم ہمارے پاس خانہ کعبہ میں آکر حلقہ کیوں نہیں بناتے؟"

لوگ ابوجہل کو دیکھ کر منتشر ہو گئے مگر نوجوان ابن مسعودؓ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔

ابوجہل غصے میں بھرا ہوا ان کے پاس آکر کہنے لگا:۔

"اُمّ عبد کے بیٹے! خدا تجھے غارت کرے تو مسلسل ہمارے حلیفوں اور غلاموں کو بہکا رہا ہے مَیں جانتا ہوں کہ تو اپنی اس حرکت

سے باز نہیں آئے گا ــــــ"

ابن مسعودؓ نے اس کی بات کا جواب دینا چاہا مگر
ابوجہل نے اس کا موقعہ نہ دیا اور اپنی کمان اس
کے سر پر دے ماری اور اسے ایسا زخمی کر دیا
کہ چہرہ لہو لہان ہو گیا۔ ابن مسعودؓ نے اس کی
پرواہ نہ کی اور پھر پھرتی سے ابوجہل کی طرف
یہ کہتے ہوئے بڑھے کہ:۔

"جو کچھ تو نے میرے ساتھ کیا ہے
وہ ابھی واپس لیتا جا ــــــ"

یہ کہہ کر ایک ہاتھ سے ابوجہل کے سینے پر گھونسا
اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر طمانچہ رسید
کر دیا اور ابوجہل کو حیران و ششدر چھوڑ کر اپنی
راہ لی اور اصحاب نبویؐ سے ملے اور اپنی بہتی
آنکھوں مگر مسکراتے ہوئے لبوں سے کہنے لگے:۔

"آج سے میرے لئے مکہ میں
کوئی جگہ نہیں کیونکہ میں نے ابوجہل
کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا۔ خدا
کی قسم میں ہجرت سے خوش ہوں
مگر اس سے مجھے افسوس بھی ہے۔
ہجرت میں ثواب اور مغفرت
تو ہے مگر اللہ کے رسولؐ سے
ابدی یا عارضی جدائی بھی ہے"۔

ابوجہل اپنی قوم کے پاس اس حالت میں پہنچا
کہ اس کا غرور ٹوٹا ہوا تھا اور دل میں شرمندہ تھا
مگر اس کے باوجود اپنے غصے اور بڑائی کا اظہار
کرتے ہوئے یوں گویا ہوا:۔

"اُف بنی مخزوم! اگر تم میں ذرا
بھی غیرت کی رمق باقی ہے تو اُم عبد
کے بیٹے ابن مسعود کو ڈھونڈ کر میرے
حوالے کرو۔ اس نے مجھ سے ایسی
بدتمیزی کی ہے جسے اس کے خون
کے سوا اب کوئی چیز دھو نہیں
سکتی"۔

لوگ عبداللہ بن مسعودؓ کو اندرونِ مکہ اور بیرونِ
مکہ تلاش کرتے رہے لیکن اس نوجوان کو تلاش
نہ کر سکے نہ اس پر قابو پا سکے اور نہ ابوجہل نے اپنے اس
مدمقابل کو کہیں دیکھا، دیکھا تو صرف بدر کے میدان
میں دیکھا۔

بدر کے میدان میں

پھر جب اس پھرتیلے نوجوان نے دیکھا کہ ابوجہل
کو دو۲ کمسن بچوں معاذ اور معوذ نے پچھاڑ دیا ہے
اور اسے ایسا کاری زخم لگایا ہے کہ وہ اب اُٹھ
نہیں سکتا ابن مسعود لپک کر وہاں پہنچے۔ اس وقت
ابوجہل میں اتنی جان تھی کہ وہ دیکھ سکتا تھا، سن
سکتا تھا اور سمجھ سکتا تھا اور بمشکل بول بھی سکتا تھا۔
عبداللہ بن مسعودؓ اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا
"دشمنِ خدا! آخر خدا نے تجھے ذلیل و رسوا کر کے
چھوڑا"۔

ابوجہل بہت ہی دھیمی اور رکتی ہوئی آواز
میں بولا "ارے تو ہے بکریاں چرانے والا۔ تو

ایک ایسی بلند جگہ پر بیٹھ گیا ہے جہاں پر چڑھنا بہت
دشوار تھا۔"

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "تو نے مسلمانوں
کو جو اذیتیں پہنچائی تھیں اس کے بدلے میں خدا
نے تجھے رسوا کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ
نے ابوجہل کا سر کاٹ لیا اور حضورؐ کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ! اللہ کے
سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ
نے بھی کہا" اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی
معبود نہیں۔

اس کے بعد حضورؐ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا
اور تمام مسلمانوں نے حضورؐ کی اقتداء کی۔

اسلام کی خاطر جو مشکلات و مصائب
ان نوجوانوں نے جھیلے وہ ہمارے لئے مشعلِ
راہ ہیں۔ اس زمانہ میں مسیح موعودؑ کے ماننے والوں
کو بھی دین کی خاطر بڑی بڑی مشکلات و مصائب
اور تکالیف کا سامنا ہوگا۔ ضرورت اس امر
کی ہے کہ ہم خدا کے حضور عاجزی و انکساری سے
دعائیں کرتے رہیں کہ اے مولیٰ ہمیں بھی اپنے
اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما
اور ہر مشکل و ابتلاء کی گھڑی میں ثابت قدم رہنے
کی توفیق عطا فرما۔

اب میں اپنے بھائیوں کے سامنے مسلم
نوجوانوں کے ایک اور پہلو کا ذکر کرتا ہوں۔
یہ پہلو اطاعت و فرمانبرداری کا پہلو ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ حضورؐ
کے ہر حکم پر جان دیتے تھے اور حضورؐ کے منشاء
مبارک کو سمجھنے کی پوری پوری کوشش کرتے تھے
اور اسی کی بدولت وہ من حیث القوم اس قدر
مضبوط ہو گئے تھے کہ اپنی قلتِ تعداد، غربت،
بے بسی اور انتہائی کمزوری کے باوجود خدا تعالیٰ
نے انہیں بڑے بڑے طاقتور دشمنوں کے مقابلہ
میں کامیاب و کامران کیا۔ اس باب میں بھی تاریخ
کے اوراق بھرے پڑے ہیں صرف چند مثالیں
بیان کرتا ہوں۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،
ہم لوگ ایک مرتبہ حضورؐ کے ہمراہ سفر پر
جا رہے تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں
پڑی ہوئی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے حضورؐ
نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب
ہوتی جاتی ہے۔ حضورؐ کا یہ فرمانا تھا کہ ہم لوگ
ایسے گھبرا کے اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ
بھی اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً
سب چادریں اونٹوں سے اتار لیں۔

نوجوان وائل بن حجر نبی اکرمؐ کی مجلس میں
حاضر ہوئے۔ سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے
حضورؐ نے فرمایا۔ ذباب، ذباب۔ یہ نوجوان
سمجھا کہ میرے بالوں کے بارہ میں ارشاد ہے۔ اسی
وقت واپس گیا اور بال کٹوا کر حضورؐ کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے تمہیں نہیں

کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔ ذُباب کے معنی نحوست کے بھی ہیں اور بُری چیز کے بھی۔

آپ نے دیکھا صحابہؓ کس طرح حضورؐ کے اشاروں پر جان دیتے تھے بمنشاء مبارک کو ایک دفعہ سمجھ لینے کے بعد پھر اُس کی تعمیل میں دیر نہ ہوتی تھی۔

دمشق میں سہیل بن حنظلیہ نامی ایک صحابی رہا کرتے تھے۔ بہت کم کسی سے ملتے جلتے۔ نہ کہیں آتے جاتے تھے۔ مسجد میں جاتے تو راستہ میں ایک اور صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی تھے کا گھر پڑتا۔ ابو درداءؓ فرماتے کہ کوئی کلمۂ خیر سُناتے جاؤ۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں ہمیں نفع ہو جائے گا۔ حضرت سہیلؓ حضورؐ کے زمانہ کا کوئی واقعہ یا حدیث سُنا دیتے۔

ایک مرتبہ اسی طرح جا رہے تھے کہ حضرت ابو درداءؓ نے معمول کے مطابق درخواست کی کہ کوئی کلمۂ خیر سُناتے جاؤ۔ کہنے لگے ایک مرتبہ حضورؐ نے فرمایا خریم اسدی بڑا اچھا نوجوان ہے، اگر اس میں دو باتیں نہ ہوں۔ ایک سر کے بال بہت بڑھے رہتے ہیں دوسرے دھوتی ٹخنوں سے نیچی باندھتا ہے۔ حضرت خریمؓ تک جب حضورؐ کا فرمان پہنچا فوراً بال کٹوا دیئے اور دھوتی ٹخنوں سے اُوپر باندھنا شروع کر دی۔

یہ تھا جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری خریم اسدیؓ نے شوق سے بال رکھے تھے اور اُنہیں پسند تھے مگر جب اُنہیں یہ معلوم ہوا کہ میرے آقا کو یہ چیز پسند نہیں تو فوراً آقا کی خواہش کی تعمیل فرمائی۔۔۔۔

ہماری کس قدر خوش قسمتی ہے کہ ہمیں مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہاں وہی مسیح موعودؑ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور سے اپنا سلام پہنچانے کی تاکید فرمائی تھی۔۔۔۔ آج ہم میں اسی مسیح موعودؑ کا خلیفہ برحق ہے۔ ہم اس کی اطاعت، فرمانبرداری اور اس سے عشق و محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔۔۔۔ مگر کیا کبھی ہم نے سوچا کہ ہم اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی معمولی سے معمولی خواہش پر جو سراسر ہماری ہی بھلائی کے لئے ہے کان دھرتے ہیں؟

عروہ بن مسعود صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کفار کی طرف سے قاصد کی حیثیت سے آئے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی حالت کا بڑے غور سے مطالعہ کیا اور مکہ واپس جا کر کفار سے کہا کہ میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں، فارس، روم اور حبشہ کے بادشاہوں سے ملا ہوں۔ میں نے کسی بادشاہ کے ہاں یہ بات نہیں دیکھی کہ اُس کے درباری اُس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جماعت ان کی تعظیم کرتی ہے۔ جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو ہر شخص دوڑتا ہے کہ تعمیل کرے۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی بدن پر ملنے اور لینے

جنسِ وفا کا پیمانہ

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پروا ہے جاتی ہے تو جانے دو

تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو

صادق ہے اگر تو صدق دکھا قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنسِ وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو گر مل جائیں مجھے دیوانے دو

وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی پیئے گا
دشمن حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشکِ چمن اس دن
ہے قادرِ مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو

جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی اُن سے ڈرتی ہے
تم سچے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو

یا صدقِ محمدِ عربی ہے یا احمدِ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

وہ تم کو حسینؓ بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

میخانہ وہی ساقی بھی وہی پھر اس میں کہاں غیرت کا محل
ہے دشمن خود بھینگا جس کو آتے ہیں نظر خمخانے دو

محمود اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اُس پہ توکل کرکے چلو آفات کا خیال ہی جانے دو

(کلامِ محمود)

مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۷۴ء کے موقعہ پر جو خطاب فرمایا تھا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— (ادارہ)

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میری تقریر کا موضوع ہے "ذکرِ حبیب"۔ اس میں "حبیب" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور "ذکر" سے مراد آپ کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مقدسہ کا تذکرہ ہے۔ "ذکرِ حبیب" کے موضوع کو جماعت احمدیہ میں باقاعدہ ایک مقدس اصطلاح کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ جب بھی یہ اصطلاح استعمال کی جائے تو اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مقدسہ کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصافِ حمیدہ، اخلاقِ عالیہ اور کمالاتِ ذاتیہ کا تعلق ہے اس مختصر سے وقت میں ان کا احاطہ کرنا تو کیا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔ جو بھی آپ کی سیرت بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے اُسے اس صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ؏

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسنِ تو بسیار

اس فارسی مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ اے مجموعۂ اوصاف و کمالات، اے حسن و احسانِ مجسّم، اے کانِ دلربائی، اے مظہرِ ذاتِ خدائی مجھ ہیچمدان عاجز و ضعیف انسان کی نگاہ اتنی وسیع نہیں ہے کہ وہ تیرے پورے حسن و جمال کا نظارہ کر سکے۔ میں تیرے حسن و جمال کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔ میں اپنی کم علمی، کم نگاہی اور بے بضاعتی کے باعث تیری جو توصیف بھی بیان کروں گا یا کر سکتا ہوں وہ اس سے کہیں کم اور فروتر ہوگی جس تعریف و توصیف کا تُو مستحق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میں کیا کوئی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور کوئی کرے بھی کیونکر اور کس طرح جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مامور من اللہ ہی نہیں ہیں بلکہ آپ اس آخری زمانہ کے وہ موعودِ کل ادیان و کل اقوام ہیں جن کے ظہور کی بشارت تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ میں دیتے اور اس تمنّا کا اظہار کرتے

رہے کہ اے کاش انہیں اگر افضل الرسل خیر البشر
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں تو کم از کم
آپ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود و مہدی معہود
علیہ السلام کا زمانہ ہی نصیب ہو جاتا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل اور موعود کل ادیان
و کل اقوام ہونے کی حیثیت میں آپ کو جو رفیع الشان
مقام حاصل ہے اُس کا اندازہ اس امر سے لگایا
جا سکتا ہے کہ خود آپ کے آقا و مطاع رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری اُمت میں سے صرف اور
صرف آپ کے حق میں یہ فرمایا کہ جب مسیح موعود مبعوث
ہو تو میری امت کے افراد کا یہ فرض ہے کہ اگر انہیں
گھٹنوں گھٹنوں برف میں چل کر جانا پڑے تو بھی اُس
کے پاس جائیں اور اس کو میرا سلام پہنچائیں۔ کیا
شان ہے اور کیا عالی مقام ہے اس موعود وجود
باجود کا جسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آقا
اور مطاع ہونے کے باوجود اپنی طرف سے پوری
اُمت سے سلام کہلوایا اور پھر یہاں تک فرمایا کہ
میرے زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کی مثال اس
بارش کی سی ہے کہ جس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ
اس کی ابتدا زیادہ کامیاب تھی یا اس کا آخری حصہ
زیادہ کامیاب ہے۔

ایسا مقدس و مطہر وجود جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بروز کامل اور آپ ہی کے وجود باجود
کا پرتو اور نقش ثانی ہے۔ اس مختصر سے وقت میں
اس کی سیرۃ طیبہ کا احاطہ محال ہی نہیں ناممکن ہے۔
اس لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ
کے دو ایک پہلو بیان کرنے پر ہی اکتفا کروں گا اور
وہ بھی نہایت اختصار کے ساتھ۔ یہ پہلو اکثر و بیشتر
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت
طیبہ پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے معرکہ آراء لیکچروں سے ماخوذ ہیں۔

محبت الٰہی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
خُلق عظیم کے جس بلند مرتبہ پر فائز تھے اس میں سب سے
اول اور سب سے مقدم محبت الٰہی کا نمبر آتا ہے کیونکہ
یہ وہ چیز ہے جو خالق و مخلوق کے رشتہ کا مضبوط ترین
پیوند اور فطرت انسانی کا جزو اعظم ہے۔ حضور علیہ السلام
کی زندگی میں اس روحانی پیوند کا جس عجیب و غریب
رنگ میں آغاز ہوا اس کا تصور ایک صاحب دل
انسان میں وجد کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔
حضورؑ کی جوانی کا عالم تھا یعنی کم و بیش وہی عمر تھی
جس میں سے آپ میں سے اکثر نوجوان گزر رہے
ہیں۔ اس عمر میں انسان کے دل میں دنیوی ترقی اور
مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے پورے
کمال پر ہوتی ہے۔ اس وقت حضورؑ کے بڑے بھائی
صاحب ایک معزز عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ یہ
بات بھی چھوٹے بھائی کے دل میں ایک گونہ رشک
یا کم از کم نقل کا رجحان پیدا کر سکتی تھی۔ ایسے وقت
میں حضورؑ کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ

زمیندار کے ذریعہ جو اُن سے ملنے آیا تھا حضورؑ کو کہلا بھیجا کہ آجکل ایکسٹرا اسسٹنٹ بڑا افسر برسرِ اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اُس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ وہ سِکھ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؑ کے والد صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقع ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ حضورؑ نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت اور میرے مستقبل کے بارہ میں انکی فکرمندی کا ممنون ہوں مگر

"میری نوکری کی فکر نہ کریں
مَیں نے جہاں نوکر ہونا تھا
ہو چکا ہوں۔"

(سیرت المہدی جلد اول)

یہ جواب سُن کر وہ سِکھ بہت حیران ہوا۔ اُس نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کو یہ جواب جا کر سُنایا تو اُن کی نکتہ شناس طبیعت نے اِس جواب کی گہرائی کو فوراً بھانپ لیا اور فرمایا:۔

"اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ
مَیں نوکر ہو چکا ہوں! تو پھر ٹھیک
ہے۔ اللہ اُسے ضائع نہیں کریگا۔"

اِس کے بعد کبھی کبھی حسرت کے ساتھ وہ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"سچا راستہ تو یہی ہے جو غلام احمد
نے اختیار کیا ہے ہم تو دنیا داری
میں اُلجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے
ہیں۔"

باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب شفقتِ پدری اور دنیا کے ظاہری حالات کے لحاظ سے اکثر فکرمند بھی رہتے تھے کہ میرے اِس بچہ کا کیا بنے گا اور یہ کس طرح گزر اوقات کرے گا۔ اُدھر لازمۂ بشری کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی والد کے قربِ وفات کے خیال سے کسی قدر فکر ہوا لیکن اسلام کا خدا بڑا وفادار اور قدر شناس آقا ہے۔ چنانچہ قبل اِس کے کہ حضور علیہ السلام کے والد کی آنکھیں بند ہوں خدا نے اُس نوکر شاہی کو جس نے اپنی جوانی میں اس کا دامن پکڑا تھا اِس عظیم الشان الہام کے ذریعہ تسلی دی کہ:۔

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ"
یعنی اے میرے بندے تو کس
فکر میں ہے۔ کیا خدا اپنے بندے
کے لئے کافی نہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اِس شان اور اس جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں

ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست ایسی کفالت کہاں کر سکتا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔ (کتاب البریہ)

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی کس شان سے کفالت فرمائی اس کے ایک پہلو کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام انتہائی شکر کے انداز میں فرماتے ہیں:۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

یعنی ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دسترخوانوں کے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے مگر آج خدا کے فضل سے میرے دسترخوان پر خاندانوں کے خاندان پل رہے ہیں۔

اس شعر کے پہلے مصرعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ کا ذکر کیا ہے جب حضورؑ باہر مسجد میں یا چوبارہ میں نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور اندر سے آپ کی بھاوج جن کے ہاتھ میں سارا انتظام تھا بچا ہوا روکھا سوکھا کھانا آپ کو بھجوایا کرتی تھیں۔ پھر وہ وقت آیا کہ آپ کے دسترخوان سے ہزاروں افراد فیضیاب ہونے لگے اور آج جلسہ سالانہ پر ہر سال لاکھ سوا لاکھ انسان آپ کے دسترخوان سے فیضیاب ہونے کو ایک سعادتِ عظمیٰ سمجھتا ہے۔

خدائی نصرت اور خدائی کفالت کے اس عجیب و غریب واقعہ میں ہماری جماعت کے نوجوانوں کے لئے بھاری سبق ہے کہ اگر وہ بھی پاک و صاف نیت اور توکل علی اللہ کے خالص جذبہ کے ساتھ خدا کے نوکر بنیں گے تو وہ رحیم و کریم آقا جو سب وفاداروں سے بڑھ کر وفادار اور سب قدرشناسوں سے زیادہ قدرشناس ہے، وہ انہیں بھی کبھی ضائع نہیں کرے گا کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص اپنا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دے اور وہ اس کے ہاتھ کو تھامنے سے انکار کرتے ہوئے اسے بے سہارا چھوڑ دے۔ جو شخص اپنا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دیتا اور صرف اور صرف اسے ہی اپنا سہارا بناتا ہے وہ اسے خاک سے اٹھا کر ثریا تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ مبارک ہر احمدی نوجوان کو پکار پکار کر یہ دعوت دے رہا ہے ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

محبت الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ ایسے رنگ میں گفتگو فرماتے ہیں کہ گویا

آپ اس محبت کی شراب طہور میں مخمور ہو کر اپنے
خدا سے ہمکلام ہو رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔
"میں اُن نشانوں کو شمار نہیں
کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں (مگر دنیا
انہیں نہیں دیکھتی لیکن اے میرے خدا
میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا
خدا ہے اور میری رُوح تیرے
نام سے ایسی اُچھلتی ہے جیسے
ایک شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے
سے اُچھلتا ہے۔" (تریاق القلوب)
اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کو گواہ رکھ کر فرماتے ہیں:۔
"دیکھ میری روح نہایت توکل کے
ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی
ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ
کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت
کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن
نہ اپنے لئے اور نہ اپنی ذات
کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے
پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو
اختیار کریں۔" (ضمیمہ تریاق القلوب)
خدا نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس
محبت کو ایسی قدرشناسی سے نوازا کہ جو اسی کی
بے پایاں رحمت کا حق اور اسی کی بے نظیر قدرشناسی
کے شایان شان ہے۔ چنانچہ خدائے منان نے آپ
کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ
وَتَفْرِیْدِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ
وَلَدِیْ۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ" (تذکرہ ص ۹۱)
یعنی چونکہ اس زمانہ میں تو میری
توحید کا علمبردار ہے اور توحید کی
کھوئی ہوئی متاع کو دنیا میں دوبارہ
قائم کر رہا ہے اس لئے اے مسیحِ
محمدی! تو مجھے ایسا ہی پیارا ہے
جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور
چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور
افترا کے طور پر اپنے مسیح کو خدا
کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے
میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے
ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد
کا حق ہوتا ہے تا کہ دنیا پر ظاہر
ہو کہ محمد رسول اللہ کے شاگرد تک
اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے
ہیں۔ اور چونکہ تو میرے محبوب
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
دین کی خدمت میں دن رات
مستغرق اور اس کی محبت میں محو
ہے اس لئے میں تجھے اپنے اس
محبوب کے روحانی فرزند کی حیثیت
میں اپنی لازوال محبت اور اپنی

دائمی جنت کے تمغہ سے نوازتا ہوں"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کی اس محبت اور معیت اور اس غیرت پر ناز تھا چنانچہ جب آپؑ کو ۱۹۰۴-۵ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپؑ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے تو آپؑ اس وقت ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی بجلی کی پھرتی کی طرح جوش کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا:۔

"وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے"۔

(سیرت المہدی حصہ اول)

نیز اپنے ایک شعر میں اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا ؎

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

خدا کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کا جذبہ آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ آپ میں اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ یہ عشق کی چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے بالخصوص آپ کے اپنے متبعین میں۔ چنانچہ آپ اپنی مشہور و معروف تصنیف "کشتی نوح" میں فرماتے ہیں:۔

"کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس کو یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں، کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں، اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔" (کشتی نوح)

اے احمدی نونہالو! اور اے جماعت احمدیہ کے نوجوانو! حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان درد بھرے الفاظ پر غور کرو اور اس محبت اور اس تڑپ کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش

کرو جو ان الفاظ کی تہہ میں پنہاں ہے۔ آپ یقیناً اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر اندازہ بھی آپ اپنے ظرف کے مطابق کریں گے اس کے نتیجہ میں لازماً آپ کی روحانیت علیٰ قدرِ مراتب غیر معمولی بلندی اور غیر معمولی ترقی اور غیر معمولی روشنی پیدا ہوگی اور رفتہ رفتہ آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنی گود میں بٹھا لے۔

خدا کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی بے نظیر محبت اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خدا کی لازوال محبت کی ایک بہت چھوٹی سی جھلک آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے جس کی حیثیت ایک ننھے سے بیج کی ہے۔ اب اس بیج کو اپنے دلوں کی زمین میں بونا اور پھر اس سے اُگنے والے پودے کو خدائی محبت کے پانی سے پروان چڑھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔ اس بارہ میں قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ :۔

"خدا کی محبت سب دوسری
محبتوں پر غالب ہونی چاہیئے"

صبر و ثبات، عزم و استقلال اور انتہائی دلیری و شجاعت اور بے خوفی و بے جگری کا عدیم النظیر مظاہرہ

اللہ تعالیٰ جب اصلاحِ خلق کی غرض سے اپنے کسی مامور کو مبعوث فرماتا ہے تو اُسے صبر و ثبات، عزم و استقلال اور بے خوفی و نڈری کی عظیم الشان طاقتیں عطا فرماتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سُنّت کے موافق اسے دنیا والوں کی طرف سے انتہائی شدید مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے ان خدا داد اوصاف کی وجہ سے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتے ہیں اُن مخالفتوں پر غالب آتا اور اپنے مشن میں کامیاب و فتحیاب ہوتا ہے۔

جب اس نقطۂ نگاہ سے ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو صبر و ثبات، عزم و استقلال، دلیری و شجاعت اور بے خوفی و بے جگری کا پہلو اتنا نمایاں، اتنا روشن اور اتنا درخشندہ و تاباں نظر آتا ہے کہ عقل دنگ ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ قبل اس کے کہ ہم حضور علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کے اس پہلو کا کسی قدر تفصیل سے جائزہ لیں آپ لوگوں کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماموریت کا دعویٰ کیا اور خدائی حکم کے ماتحت اصلاحِ خلق کا بیڑا اُٹھایا تو برصغیر کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کیا ہندو اور کیا سکھ، کیا عیسائی اور کیا بدھ مت والے اور کیا بہتر فرقوں میں بٹے ہوئے مسلمان، الغرض تمام مذہبوں اور ملتوں سے تعلق رکھنے والے سب کے سب حیوانی صفت انسان آپ کے خلاف متحد ہو گئے اور انہوں نے آپ کے

خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی بپا کر ڈالا۔ آپ لوگوں
کے لئے جنہوں نے ابھی اُس دور کی تاریخ اور
حالات و واقعات کا گہری نظر سے مطالعہ نہیں
کیا حضور علیہ السلام کے خلاف برپا ہونے والے
طوفانِ بدتمیزی کا اندازہ کرنا یا اسکی خفیف سی
جھلک کو ذہن میں لانا ممکن نہیں ہے۔ اُس وقت
حالت یہ تھی کہ ایک تن تنہا انسان کھلے میدان میں
کھڑا پوری دُنیا کو للکار للکار کر مقابلہ کے لئے
بُلا رہا تھا اور چاروں طرف سے مخالفوں،
معاندوں اور دشمنوں کا ایک سیلاب تھا
جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آپ کی
طرف اُمڈا چلا آرہا تھا اور بظاہر یہی نظر آتا
تھا کہ یہ یکہ و تنہا انسان آن کی آن میں کالعدم
اور نَسْیًا مَّنْسِیًّا ہو کر رہ جائے گا لیکن
وہ یکہ و تنہا انسان ایک معمولی انسان نہیں
تھا وہ مردِ میدان خدا کا پہلوان تھا۔ اُس
کا مقابلہ نہ ہنسی کھیل تھا نہ آسان اس لئے کہ
قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر خدا خود اُس
کا پشتیبان تھا۔ درندوں کی طرح دہاڑنے
اور خوفناک دانت دکھا دکھا کر چیرنے اور
پھاڑ ڈالنے کا ڈراوا دینے والوں کا کمال
بے جگری سے مقابلہ کرنے میں خدا کے اُس
پہلوان نے صبر و ثبات، عزم و استقلال اور
انتہائی دلیری و شجاعت اور بے خوفی و نڈری
کا ایسا عدیم النظیر مظاہرہ کیا اور پھر سب
دشمنوں کو چاروں شانے چت گرا کر فتح کا
پھریرا اس شان سے بلند کیا کہ وہ پھریرا آج
تک بلند سے بلند تر ہو کر آفتابِ عالمتاب
کی طرح انتہائی بلندی پر لہراتا اور تاریک
دنیا پر نور برساتا نظر آرہا ہے۔

اُس وقت جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے خلاف کفر کے فتوے شائع ہو رہے تھے اور
گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہاروں کا سیلاب
آیا ہوا تھا اور ہر طرف ایک شورِ قیامت برپا
تھا اور درندہ صفت لوگ آپ کو چیر پھاڑ کر
چبا ڈالنا چاہتے تھے آپ نے بپھرے ہوئے
لاتعداد مخالفوں اور دشمنوں کو مخاطب کرتے
ہوئے کمال بے خوفی اور بے جگری سے فرمایا:-

"اے نادانو اور اندھو! مجھ
سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں
ضائع ہو جاؤں گا کس سچے وفادار
کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک
کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔
یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر
سنو کہ میری رُوح ہلاک ہونے
والی رُوح نہیں اور میری سرشت
میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ
ہمت اور صدق بخشا گیا ہے
جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔
میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں

اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا، کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا، کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اُس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلاء نہیں کروڑ ابتلاء ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے"

(انوار الاسلام صفحہ ۲۳)

اس فارسی شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے دن تو میری پیٹھ دیکھے۔ میں تو وہ ہوں کہ میدانِ کارزار میں تو میرے سر کو خاک اور خون میں لتھڑا ہوا دیکھے گا۔

اور ایسے نازک وقت میں آپ نے اپنے وفا شعار و جاں نثار ساتھیوں کو آنے والے انتہائی سخت دنوں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان سے پہلے سے بدتر ہو گا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں، کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ

میں ابتلاؤں سے خوفزدہ ہو جائینگے'
کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی
آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں ؟
ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اسکے
فضل اور رحمت سے۔ پس جو
جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں
اُن کو وداع کا سلام لیکن یاد
رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے
بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو
اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت
نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت
پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری
کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔"
(انوار الاسلام صـ۲۳-۲۴)

ہر چند کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا کہ جس نے یہودا اسکریوطی کی طرح قدم پیچھے ہٹایا اور غداری کا داغ یا کلنک کا ٹیکہ اپنے ماتھے پر لگایا ہو۔ وہ سب کے سب وفا شعار و جاں نثار تھے۔ انہوں نے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تاہم حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو وہ دلیری و شجاعت، وہ حوصلہ و ہمت اور وہ بے خوفی و بے جگری اور وہ استقلال و استقامت عطا فرمائی تھی کہ آپؑ لاتعداد بپھرے ہوئے بھیڑیا صفت معاندین کا تن تنہا مقابلہ کرنے کے لئے بطلِ جلیل اور فتح نصیب جرنیل کی طرح فوراً میدان میں نکل آئے۔

پھر یہی نہیں آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کی طرف سے پیہم ملنے والی فتح کی بشارت کے پیشِ نظر اپنے خدا پر کامل توکل کرتے ہوئے انہیں بار بار خبردار فرمایا کہ وہ آپؑ کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپؑ نے انہیں چیلنج کیا اور بار بار چیلنج کیا کہ وہ مخالفت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں بلکہ ناخنوں تک زور لگائیں، جو کچھ ان کے بس میں ہے وہ سب کچھ کریں اور پھر اپنی کامیابی اور آپؑ کی ناکامی اور ہزیمت کے لئے رو رو کر دعائیں کریں لیکن یاد رکھیں خدا اُن کی ایسی کوئی دُعا قبول نہیں کرے گا بلکہ ہر ایسی دُعا کو اُن کے مُنہ پر مارے گا اور انہیں آپؑ کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا کر کے رہے گا جبکہ آپؑ کو ہر میدان میں فتح سے سرفراز فرمائے گا۔ مثال کے طور پر آپؑ نے مخالف علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :-

"مَیں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء
اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا
ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی
کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔
اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو
خیر آپ کی مرضی لیکن اگر مجھے آپ

لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو
یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں
اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے
پر بد دعائیں کریں اور رو رو کر
میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر
مَیں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ
دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ اور
آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے
بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ
اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں
میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر
رو رو کر سجدوں میں گریں کہ
ناک گھس جائیں اور آنسوؤں
سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور
پلکیں جھڑ جائیں اور کثرتِ گریہ و
زاری سے بینائی کم ہو جائے
اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی
پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے
تب بھی وہ دعائیں سُنی نہیں
جائیں گی کیونکہ مَیں خدا سے آیا
ہوں۔ جو شخص میرے پر بد دعا
کرے گا وہ بد دعا اسی پر پڑیگی۔
جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ
اس پر لعنت ہو وہ لعنت (خود)
اس کے دل پر پڑتی ہے مگر اسکو

خبر نہیں۔۔۔۔ میری روح میں
وہی سچائی ہے جو ابراہیم
علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے
خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔
کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر
میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے
تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ مَیں وہ
پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ
سے اُکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے
اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے
اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں
اور میرے مارنے کیلئے دعائیں کریں
تو میرا خدا اُن تمام دعاؤں کو لعنت
کی شکل پر بنا کر اُن کے منہ پر مارے گا۔
دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں
کی جماعت میں سے نکل کر ہماری
جماعت میں ملتے جاتے ہیں آسمان
پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے
پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے
ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو
کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا
کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام
مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف
کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور
کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک

زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو کہ
موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا
بگاڑ سکتے ہو۔ خدا کے آسمانی نشان
بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر
بدقسمت انسان دُور سے اعتراض
کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا
ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس
اُمت پر رحم کر۔" (اربعین نمبر ۴
صفحات ۵ تا ۷، ۹ ۲ر دسمبر ۱۹۰۰ء)

پھر آپ نے مخالف علماء کو سمجھایا کہ ان کی لڑائی
آپ سے نہیں خدا سے ہے اور وہ خدا سے کبھی جیت
نہیں سکتے اس لئے ان کی خیر اسی میں ہے کہ وہ ضدی
مخالفت سے باز آجائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔
چنانچہ آپ نے نہایت زوردار الفاظ میں انہیں
خبردار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرے پر ایسی رات کم گزرتی ہے
جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ
میں تیرے ساتھ ہوں اور میری
آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔
اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے
کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے
اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب
بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا
مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے
جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔
یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور
سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی
چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں
جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ
سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا
چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے
کچھ نہیں کہ قارون اور یہودا اسکریوطی
اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ
لینا چاہتا ہے .....

اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ
میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو
آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا
اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں
اور تمہارے جوان اور تمہارے
بوڑھے اور تمہارے چھوٹے
اور تمہارے بڑے سب مل کر
میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں
کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے
کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ
شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز
تمہاری دعا نہیں سنے گا اور
نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے
کام کو پورا نہ کرے۔ اور اگر
انسانوں میں سے ایک بھی میرے
ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے

ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی
کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر
میرے لئے گواہی دیں۔ پس
اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں
کے اور مُنہ ہوتے ہیں اور صادقوں
کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ
کے نہیں چھوڑتا۔ میں اُس زندگی
پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ
اور افترا کے ساتھ ہو۔ اور نیز
اُس حالت پر بھی کہ مخلوق سے
ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی
کی جائے۔ وہ خدمت جو عین
وقت پر خداوندِ قدیر نے میرے
سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے
پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں
اس میں سستی کروں اگرچہ آفتاب
ایک طرف سے اور زمین ایک
طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔
انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور
بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس
کیونکر میں حی و قیوم کے حکم کو ایک
کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال
دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین
اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ
کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی
فیصلہ کرے گا۔ خدا کے ماموریں کے
آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے
ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک
موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں بے موسم
آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔
خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام
نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹)

جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت
اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ
کا یہ پہلو بھی کتنا نمایاں، کتنا روشن، کتنا تابندہ
اور کتنا درخشاں ہے کہ مخالفتوں کے طوفان اور
درندہ صفت انسانوں کے گالیوں اور قتل کی
دھمکیوں سے پُر اعلان آپ کو ذرہ بھر بھی تو خوفزدہ
اور ہراساں نہ کر سکے بلکہ آپ نے ان کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر اس دلیری و شجاعت اُس
بے خوفی و بے جگری سے للکارا اور پکار کر کہا ؎

سر سے لے کر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

آپ نے اس جذبہ و جوش اور اس دبدبہ
رعب اور اس ہیبت و شوکت کے ساتھ انہیں للکارا
اور مخاطب کیا کہ ہزاروں ہی نہیں لاکھوں کا پتہ پانی
ہوئے بغیر نہ رہا۔ جو بھی مقابل پہ آیا آپ نے اُسے
ایسا للکارا اور چاروں شانے چت ایسا پچھاڑا کہ
ایک ایک کر کے تمام دشمن نامراد و ناکام اور ذلیل و خوار

ہونے اور عبرت کا سامان بنے بغیر نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے بموجب آپ کو ہر میدان میں مظفر و منصور اور فتحیاب کیا۔ بپھرے ہوئے سمندروں کے ہولناک طوفانوں میں آپ کا وجود، باوجود عزم و ثبات، ہمت و استقلال اور جرأت و شجاعت کی مضبوط چٹان تھا جس نے طوفانوں کے منہ پھیر کر رکھ دیئے۔ جو بھی اس سے ٹکرایا ایسا پاش پاش ہوا کہ پھر اس کے وجود کا کچھ پتہ نہ چلا۔

اے احمدی نوجوانو! اور اے خدائے غالب و عزیز کے بہادر سپاہیو! خدا نے تمہیں اس زمانہ میں صبر و ثبات، عزم و استقلال اور بے مثال دلیری و شجاعت اور بے خوفی و بے جگری کا وہی نمونہ دکھانے کے لئے پیدا کیا ہے جس کا عدیم النظیر مظاہرہ کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر مخالف کا منہ بند کر دکھایا اور اسے ایسی شکستِ فاش دی کہ وہ دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ نادان ہیں وہ لوگ اور دشمن ہیں اپنی جان کے وہ مورکھ جو جماعت احمدیہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر اس پودے کو اکھاڑ ڈالنا چاہتے ہیں جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور جو اپنی منہ کی پھونکوں سے اس چراغ کو بجھانے کی خواہش رکھتے ہیں جسے خدا نے خود روشن کیا ہے۔ ان مخالفتوں اور مخالفانہ منصوبوں سے جو احمدیت کے دشمن آئے دن کرتے رہتے ہیں مت ڈرو اور خوف کو اپنے قریب نہ آنے دو کیونکہ یہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ زمین سے ہیں نہ کہ آسمان سے۔ نہ یہ مخالفین ہمارا پہلے کچھ بگاڑ سکیں نہ آئندہ تاقیامت کچھ بگاڑ سکیں گی۔ احمدیت وہ کونے کا پتھر ہے جو اِس پر گرے گا اسے چکنا چور کر دے گا اور جس پر یہ گرے گا اسے چکنا چور کر کے رکھ دے گا۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ تم محبتِ الٰہی کے وصف سے متصف ہو کر آسمان سے اپنا پختہ تعلق قائم کرو کیونکہ اس تعلق کے نتیجہ میں ہی انسان میں وہ صبر و ثبات، عزم و استقلال اور انتہائی دلیری و شجاعت اور بے خوفی و بے جگری پیدا ہوتی ہے جس کا عدیم النظیر مظاہرہ انتہائی شدید مخالفتوں کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اور وہ مخالفتیں ہر بار دھوآں بن کر اُڑ جاتی رہیں۔ ڈر اور خوف، بزدلی اور دوں ہمتی احمدیت کے مخالفوں کا شیوہ ہے اسی لئے ناکامی و نامرادی اور تباہی و بربادی ان کا مقدر ہے۔ ان کے دل ناپاک، ان کے ارادے ناپاک اور وہ خود ناپاک ہیں۔ وہ احمدیت کو مٹانے کے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ کیا ہیں اور ان کی بساط کیا، اگر دنیا کی ساری طاقتیں یعنی روس اور امریکہ اور ان کے ساتھی سب اکٹھے ہو جائیں اور چھوٹے اور بڑے مل کر جماعت احمدیہ کو کچل ڈالنا چاہیں تو وہ اپنے اس ناپاک ارادہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خدا

خود انہیں کچل کر رکھ دے گا۔ ان کی حیثیت خدا
کے آگے ایک مرے ہوئے کیڑے سے زیادہ نہیں
ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
جماعت احمدیہ کے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے
فرمایا ہے:۔

"کیا وہ (جماعت احمدیہ کے
مخالفین) خدا پر غالب آجائیں گے
اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ
کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کی
زبانی ظاہر کیا گیا۔ وہ اس ملک کے
شریر امیروں اور بدقسمت دولتمند
دنیاداروں پر بھروسہ رکھتے ہیں
مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں؟
صرف ایک مرے ہوئے کیڑے"
(تذکرۃ الشہادتین صـ۶۴)

اگر ہم بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپکو
محبتِ الٰہی کے وصف سے متصف کریں گے اور
مخالفتوں کے طوفانوں کے وقت اسی صبر، ثبات،
عزم و استقلال اور انتہائی جرأت و شجاعت
اور بے خوفی و بے جگری کا مظاہرہ کریں گے جس
کا عدیم النظیر مظاہرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا تھا تو خدا تعالیٰ ہمیں بھی اپنی
تائید و نصرت سے نوازے گا، فتح و کامیابی
اور غلبہ کے تمام وعدوں کو ہمارے حق میں پورا
کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں پہلے سے اس کی بشارت
دے رکھی ہے اور اس آسمانی بشارت پر ہی ذکرِ حبیب
علیہ السلام کے ضمن میں میں اپنی ان چند معروضات
کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اس آسمانی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پس تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو
کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق
اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں
تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم
پر اُترے گی اور روح القدس سے مدد
دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں
تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب
نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے
انتظار کرو، گالیاں سنو اور چپ رہو، ماریں
کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی
کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری
قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو
لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے
خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ
خدا ہوتا ہے اور وہ انکے دشمنوں کا دشمن
ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا
جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا
ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا
ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صـ۶۶)

سائیکل سروے :- مجلس ربوہ کے سپرد تحصیل چنیوٹ سروے کیا گیا تھا۔ اس تحصیل میں چھوٹے بڑے کل ۳۵۰ دیہات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس ربوہ نے سارے دیہات کا سروے شوریٰ ۱۹۷۷ء سے قبل مکمل کر لیا تھا۔ خدام کے ساتھ ۲۰ فیصد انصار بزرگ بھی شریک ہوئے۔

تعلیم :- مجلس ربوہ نے امسال صرف متقدم کے امتحان کی تیاری کروائی۔ متقدم کے نوٹس پر مشتمل ۴۴ صفحے کا ایک کتابچہ شائع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۱۸/۱۴۸۰ خدام نے متقدم کے امتحان میں شرکت کی۔

ماہنہ کتب کا خلاصہ سارے حلقوں کو شائع کر کے دیا جاتا ہے اور ہر ماہ تحریری امتحان لیا جاتا ہے۔

مرکزی مقالہ :- امسال مرکز کی طرف سے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از روئے قرآن مجید" کے عنوان سے مقالہ لکھوایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس ربوہ اب تک ۲۵ مقالے تیار کروا چکی ہے۔ بہت سے مقالے زیر تکمیل ہیں اور امید ہے کہ یہ تعداد ۵۰ سے اوپر نکل جائے گی۔

تحریک جدید :- کوشش کی گئی ہے کہ تحریک جدید کے نظام میں بکثرت خدام شریک ہوں۔ ربوہ کے تقریباً ۵۱ حلقہ جات سے ۱۰۰ فیصد خدام اس جہاد میں شریک ہوئے۔ مجموعی طور پر ۲۰۰۰ خدام نے اس مالی جہاد میں شمولیت اختیار کی۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ مَالِھِمْ آمین۔ اس سے قبل مجلس ربوہ جلسہ تحریک جدید منعقد کروا چکی ہے جس میں ۱۰۰۱ خدام نے شرکت کی۔ علمائے سلسلہ اور مبلغین کرام نے تقاریر فرمائیں اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام سے متعلق سلائڈز دکھائی گئیں۔

اصلاح وارشاد :- مجلس ربوہ کی طرف سے اس وقت تک کل ۲۷ بیعتیں کروائی جا چکی ہیں اور ہر ماہ اوسطاً ربوہ کے ماحول میں ۲۰ دیہات میں تبلیغی وفود بھجوائے جا رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا ہے اور تبلیغی خطوط بھجوائے گئے ہیں۔ مورخہ ۲۸/۴ کو جلسہ اصلاح وارشاد مسجد مبارک میں منایا گیا جس میں مجاہد اسلام مکرم قریشی کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا نے تبلیغ اسلام کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

وقار عمل :- انفرادی وقار عمل تو ربوہ کے خدام کا معمول زندگی ہے۔ امسال ہر ماہ اجتماعی وقار عمل کے جامع پروگرام بھی بنائے جاتے رہے ہیں۔ اور

اب تک ۳ لاکھ مربع فٹ زمین ہموار کی جا چکی ہے
حلقہ جات میں صفائی سے متعلق ہفتہ وار وقار عمل
ہوتے رہتے ہیں جس کا ایک زندہ ثبوت جلسہ سالانہ پر
آنے والے مہمانوں نے مشاہدہ کیا۔ اب ربوہ کے ماحول
میں تعمیر ہند کی سکیم مرکز کے زیر غور ہے جسے پایۂ تکمیل
کو پہنچانے کے لئے خدام ربوہ بیتابی سے منتظر ہیں۔

عمومی:۔ ہنگامی ڈیوٹیوں کی تفصیل اتنی لمبی ہے
کہ اشاعت کی گنجائش نہ ہوگی جلسہ، شوریٰ، گھوڑ دوڑ
اور کبڈی کے مواقع کے علاوہ خدام ربوہ تربیتی کلاس
کے موقع پر کئی کئی روز تک ڈیوٹی دیتے رہتے ہیں۔

تربیت:۔

ربوہ میں متعدد حلقہ جات میں نماز تہجد کے
وقت صَلِّ عَلٰی کے ذریعہ جگانے کا انتظام خدام
کرتے ہیں۔ گزشتہ دنوں یمن بلاک میں مکرم اللہ بخش
صاحب شاہد معتمد مرکزیہ نے نماز تہجد پڑھائی جس
میں بلاک کے ۹۰ فیصد خدام اور ۷۰ اطفال نے
شمولیت کی۔ ایک حلقہ میں محترم صدر صاحب
خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم عطاء المجیب صاحب
راشد نے نماز تہجد پڑھائی۔ حلقہ کے ۱۰۰ فیصد
خدام حاضر تھے۔ اس سے قبل ربوہ میں خدام الاحمدیہ
ربوہ نے مرکز کی زیر ہدایت ہفتہ تربیت منایا۔ تین
حلقہ جات میں لاؤڈ سپیکر نصب کروائے۔ صبح نماز
تہجد کے وقت ربوہ کے ۷ بلاک لیڈروں اور ۲۹ زعماء
کو جیپ کے ذریعہ بیدار کیا جاتا رہا اور میگا فونوں کے
ذریعہ گلی گلی میں صَلِّ عَلٰی پڑھا گیا جس کے نتیجہ میں
خدا تعالیٰ نے ربوہ کی مساجد کو ایسی رونق بخشی کہ اس کے
تصور سے آج بھی روح میں جولانی پیدا ہوتی ہے نمازیوں
کی تعداد میں ۵۰ سے ۱۰۰ فیصد تک اضافہ ہوا۔

صحت جسمانی:۔ اس شعبہ کے تحت ربوہ کے حلقہ جات نے
حلقہ جاتی ٹورنا منٹ منعقد کروائے۔ مجلس ربوہ نے آل ربوہ
کبڈی ٹورنا منٹ مورخہ ۳۰ اپریل اور یکم مئی ۱۹۷۴ء کو
منعقد کیا جس میں ربوہ کی آٹھ ٹیموں نے شرکت کی کھلاڑیوں
میں ۱۲۵/- روپے کے انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس سے
قبل مجلس ربوہ آل ربوہ رنگ ٹورنا منٹ منعقد کروا چکی
ہے جس میں ۵۰ سے زائد کھلاڑیوں نے شرکت کی تھی۔

مال:۔ اس شعبہ میں مجلس ربوہ کی تدریجی وصولی تسلی
بخش ہے۔ مجلس ربوہ مرکزی حصہ کے علاوہ کبڈی
ٹورنا منٹ کے لئے مرکز کو ۷۲۵/- روپے ادا کر چکی ہے
تشخیص بجٹ کا کام تو مجلس ربوہ سال کے پہلے دس روز
میں مکمل کر چکی ہے۔ (الطفیل احمد طاہر مہتمم مقامی ربوہ)

مسلم نوجوانوں کے کارہائے نمایاں (بقیہ صفحہ ۱۳)

جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی بدن پر ملنے اور لینے کے
واسطے ایسے دوڑتے ہیں کہ گویا آپس میں جنگ و جدل ہو جائیگا
اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب چپ ہو جاتے
ہیں۔ کوئی شخص ان کی طرف عظمت کی وجہ سے نگاہ
اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

اے احمدیت کے جاں نثار! اپنے اسلاف کے نمونہ کو ہمیشہ
سامنے رکھو اور اطاعت امام امر میں وہ نمونہ دکھاؤ جو وہ دکھا چکے
ہیں کیونکہ اس کے بغیر حقیقی کامیابی کا حصول ممکن نہیں۔ (محمد شفیق قیصر)

(پبلشر محمد شفیق قیصر، پرنٹر سید عبد الحی، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ)

nthly "KHALID" Rabwah August 1974 Regd.No. L 5830 Nusrat Art Press Rabw